۳۹۔حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت: ۶ ذی القعدہ ۱۲۴۴ھ مولد: گنگوہ

تاریخ وفات: ۹/۸ رجمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ مدفن: گنگوہ، ضلع سہارنپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نور اللہ مرقدہ کے پیرو مرشد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے یہاں مقامی طور پر ابتدائی تعلیم حاصل کر کے عربی تعلیم کے خاطر دہلی تشریف لے گئے۔اس زمانہ میں دہلی کی اپنی شان وشوکت تو ختم ہو چکی تھی، پھر بھی کچھ نہ کچھ مدارس کہیں کہیں کام کر رہے تھے۔وہاں جب تعلیم کے لئے پہنچے، تو حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہم درس تھے۔وہاں سے جب فارغ ہو کر اپنے یہاں پہنچے، تو اس کے بعد سوچا کہ ظاہری علم کی تکمیل تو ہو گئی، ابھی اصلاحِ باطن کی طرف بھی توجہ کرنا چاہئے۔اسی پریشانی اور سوچ میں تھے کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک مسئلہ کے خاطر تھانہ بھون تشریف لے گئے۔

اکابرِ ثلاثہ

جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ اس زمانہ میں تھانہ بھون میں ایک مسجد تھی کہ جس میں بیک وقت تین بزرگ رہا کرتے تھے، حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ایک کونہ میں، دوسرے کونہ میں حضرت مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور مسجد کے دروازے پر چارپائی پر حضرت مولانا ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ۔

جب کوئی آتا، سلام کرتا، تو حضرت مولانا ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں مذاق اور دل لگی تھی، تو از راہ دل لگی اس سے پوچھتے کہ بتاؤ، آنے کا مقصد؟ پھر خود فرماتے کہ دیکھو، اگر مسئلہ پوچھنا ہو، تو مولانا شیخ محمد تھانوی کے کونہ کی طرف اشارہ فرماتے کہ وہ مولانا صاحب بیٹھے ہیں، ان سے مسئلہ پوچھو۔ اور اگر بیعت ہونے کے لئے آئے ہو، تو حاجی صاحب کے کونہ کی طرف اشارہ فرماتے کہ وہ بزرگ بیٹھے ہیں حاجی صاحب، ان سے بیعت ہو جاؤ۔ اور اگر حقہ پینا ہو تو یاروں کے پاس بیٹھ جاؤ۔

حضرت حقہ پیتے ہوں گے اور کھانا، پینا، مجلس تینوں بزرگوں کی ساتھ ہوتی تھی۔ وہاں ایک برتن میں کشمش وغیرہ ڈرائی فروٹ پڑا رہتا، اُسے کبھی لے کر بیٹھتے تو جس طرح آپ لوگ دوستوں کے ساتھ ہنسی دل لگی میں چھینا جھپٹی کرتے ہیں، یہ اس سے لے لیتا ہے اور وہ اس سے لے لیتے ہیں، تو اس طرح بے تکلفی کے ساتھ ان کی کھانے پینے کی مجلس ہوتی تھی۔

بیعت

چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جب پہنچے، تو وہاں مسئلہ کے متعلق گفتگو کرنی تھی حضرت مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے، مگر حضرت حاجی صاحب نے منع فرمایا کہ اس طرح بزرگوں سے، بڑوں سے ایسے مسائل میں گفتگو نہیں کیا کرتے۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارادہ تو بیعت کا تھا ہی، وہیں پر جب قریب سے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور گفتگو کا موقع ملا، گئے تو تھے کسی اور کام کے خاطر، مگر اب ارادہ بدل گیا، اور حضرت سے عرض کیا کہ حضرت، میں آپ سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا کہ اچھا، مسجد میں جا کر وضو کر کے دوگانہ پڑھ کر استخارہ کرلو۔ پھر اس کے بعد آ کر بتاؤ۔ اس کے بعد پھر حضرت نے بیعت فرمالیا۔ پھر بیعت کے بعد حضرت نے سوچا کہ چند روز رہ کر حضرت کے ساتھ چند دن گزار کر ذکر و شغل حضرت سے سیکھنا چاہئے۔ چنانچہ عملی طور

پرذکروشغل حضرت کی خدمت میں رہ کرشروع کیا۔

ایک دن، دودن، چسکا بڑھتا گیا، پورے چالیس دن قیام رہا، ایک چلّہ پورا کیا۔ غیرارادی طور پرسفرتھا، ایک مسئلہ کے خاطر آئے تھے اور دیکھئے، اللہ تعالیٰ کی حکمت کیسے کام کرتی ہے کہ ایک چلّہ پورا ہوا اور جب گنگوہ واپس لوٹنے لگے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ الوداع کے خاطر تھوڑی دورتک گنگوہ کے راستہ پر ساتھ چلتے رہے، اور حضرت حاجی صاحب نے اپنی طرف سے بیعت کی اجازت بھی حضرت کو عطافرمائی۔

جہادِ شاملی

مگراس اجازت کے بعد اور خلافت کے بعد ابھی کوئی کام شروع نہیں ہوا تھا کہ اٹھارہ سو ستاون (۱۸۵۷ء) شاملی کا جہاد ہوگیا۔ جب دہلی مسلمانوں کے ہاتھ سے چلی گئی، تو پھر اطراف کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے لئے چاروں طرف لوٹ مار، قتل وغارت کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

حضرت حافظ ضامن رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

شاملی میں حضرت ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں بائیں نوجوان حضرت مولانا قاسم صاحب اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب تھے۔ اور حضرت ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ کو آکر گولی لگی اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چچا پیر کو اٹھایا، اٹھا کر کے قریب کی ایک مسجد میں لائے۔ پھر اس کے بعد جب وصال ہوگیا، تو وہاں تھانہ بھون میں آپ کو دفن کیا گیا۔ حضرت ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے قصے ہیں۔

ایک دفعہ کوئی صاحب کشف بزرگ اس قبرستان میں پہنچے، حضرت ضامن شہید کی قبر پر فاتحہ پڑھ رہے ہیں، اس کے بعد وہ کہنے لگے اپنے ساتھی سے کہ یہ کوئی بڑے عجیب بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ جب میں جا کر جیسے ہی کھڑا ہوا اور میں نے پڑھنا شروع کیا، تو فرمانے لگے جاؤ، جاؤ، مُردوں پر جا کر فاتحہ پڑھو، یہاں زندوں پر آ کر کیا فاتحہ پڑھ رہے ہو؟ تب انہوں نے کہا کہ

آپ کونہیں معلوم کہ یہ تو سچ مچ شہید ہوئے ہیں اور شہداء **الاحیاء فی قبورهم**، وہ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

اسی جہاد شاملی میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خسر، ان کی اہلیہ محترمہ کے والد، وہ بھی شہید کئے جا چکے تھے۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں مہینوں پولیس گھومتی رہی، جگہ جگہ چھاپہ مارتی رہی، بالآخر گرفتار ہو کر سہارنپور جیل لائے گئے اور جیل میں لمبا مقدمہ چلا۔ جب ان سب سے فارغ ہوئے، تب حضرت نے دیکھا کہ دہلی کے جو ساڑھے تین ہزار سے زیادہ مدرسے تھے وہ نیست و نابود کر دئے گئے۔

اس زمانہ میں وہاں کے اس انقلاب سے پہلے سارے کے سارے لوگ اور ساری دنیا تعلیم یافتہ تھی اور تعلیم کا ذریعہ صرف مدارس تھے۔ اس زمانہ میں وہاں کی علمی زبان فارسی تھی، فارسی لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا تھا۔ دہلی کی طرح ایک ایک شہر میں ہزاروں مدارس تھے اور مدارس ایسے تھے کہ جس میں ہندو مسلم سب پڑھ سکتے تھے۔ سب کے لئے اس کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔

جب یہ مدارس ختم کئے گئے، تو آج تک وہ نظام پڑھائی کا اس علاقہ میں دوبارہ منظّم نہیں ہوسکا۔ اس کا متبادل اگر وہ بناتے کہ جتنے ہزار مدارس انہوں نے دہلی میں ختم کئے، اتنے ہزار اسکول بنائے ہوتے، تب تو ہم کہتے کہ چلو، اس کا متبادل یہ انتظام کیا کہ لکھنا پڑھنا یہاں آ کر سیکھو۔ لیکن ابھی بھی وہاں آپ دیکھتے ہیں کہ تعلیم کی کمی ہے ہندوستان میں یا پاکستان میں، اس کا بنیادی سبب یہ ہے۔ کلکتہ میں دہلی سے بھی زیادہ مدارس بیان کئے جاتے ہیں، وہ سب ختم کر دیئے گئے، جہاں بنیادی طور پر لوگوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا تھا۔

مدرسۂ گنگوہ

چنانچہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر پر مدرسہ شروع کیا۔ دیکھا کہ اب قرآن وحدیث کی حفاظت کا ذمہ علماء کے سر ہے، ساری دنیا سے طلبہ آپ کے پاس دورۂ حدیث پڑھنے

کے لئے جاتے تھے۔حضرت نے برس ہا برس اپنے خرچہ سے، اپنے گھر پر، اپنے یہاں یہ مدرسہ شروع کیا جب کہ ابھی دارالعلوم دیوبند وغیرہ کوئی مدرسہ شروع نہیں ہوا تھا۔

جب یہ مدرسہ کامیاب ہوا حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا گنگوہ میں، تب جا کر حضرت کے ساتھی حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی نے حضرت ہی کے مشورہ سے دیوبند میں مدرسہ عالیہ شروع کیا اور پھر چھ ماہ بعد مظاہر العلوم کی بنیاد پڑی۔اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں گنگوہ میں عرب سے لے کر ادھر انڈونیشیا اور ملیشیا تک کے علماء آتے تھے اور بہت بڑی تعداد میں علماء فارغ ہوئے۔

حضرت تنِ تنہا صحاحِ ستہ کی کتابیں ایک سال میں پڑھایا کرتے تھے۔ختم بخاری شریف کے جلسہ میں میں نے بتایا تھا کہ اس زمانہ کا درس کیا ہوتا ہوگا کہ جب بخاری شریف کی جلد اول اور جلد ثانی ایک ایک چلہ میں ہوئی اور اس کو جو حضرت کے والد صاحب نے ضبط کیا، اس کی کئی جلدیں تیار ہوگئیں، لامع الدراری کے نام سے۔

اور یہ تو بڑھاپے میں جب حضرت معذور ہو چکے تھے، سبق بند ہو چکا تھا، اس کے بعد کا یہ حال ہے۔تو جس زمانہ میں حضرت کا شباب ہوگا اور حضرت نے پڑھانا شروع کیا تھا، اس زمانہ میں کیا حال رہا ہوگا؟

اسی لئے حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت گنگوہی کو اللہ تعالیٰ نے وہ فقہی اجتہاد و استنباط کی قوت عطا فرمائی تھی کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مدون کیا ہوا فقہ دنیا سے ختم ہو گیا ہوتا، تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اس کو اسی طرح مدون کر دیتے جس طرح امام صاحب نے مرتب کیا تھا۔

حضرت کی شان فقاہت

قرآن پاک میں ایک آیت ہے وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کہ انسان کو وہی ملتا

ہے جوخود اس نے سعی کی۔تو اشکال ہوتا ہے کہ پھر جو ہم ایصال ثواب کرتے ہیں، بدنی ثواب، بدنی، مالی عبادت کے ذریعہ دوسروں کوثواب پہنچاتے ہیں، پہنچے گا یا نہیں؟ کہ بظاہر اس آیت سے اس کی نفی معلوم ہوتی ہے۔اس کے جواب میں بڑی تقاریر اس کی تفسیر میں کی گئیں۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا اجتہاد واستنباط دیکھئے،صرف ایک کلمہ میں جواب دے رہے ہیں۔کسی نے پوچھا کہ حضرت اس کا کیا جواب ہے؟

حضرت نے فرمایا کہ اس آیت سے مراد سعیِ ایمانی ہے۔اللہ اکبر! فرمایا کہ انسان کو اپنا ہی ایمان نفع دے سکتا ہے۔اگر ساری دنیا مل کر اس آدمی کو جہنم سے بچانا چاہے جو خود ایمان نہیں لایا تو نہیں بچا سکتی، اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی کہ خود ہی ایمان لاکر اپنے کو وہ بچا سکتا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تصنیفات کے نام یہ ہیں:

۱۔تصفیۃ القلوب	۲۔امداد السلوک	۳۔ہدایۃ الشیعہ
۴۔زبدۃ المناسک	۵۔لطائفِ رشیدیہ	۶۔فتاویٰ میلاد وعرس وغیرہ
۷۔رسالہ تراویح	۸۔قطوف دانیہ	۹۔جمعہ فی القریٰ
۱۰۔ ردالطغیان	۱۱۔احتیاط الظہر	۱۲۔ہدایۃ المعتدی ۱۳۔سبیل الرشاد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ شَفِیْعِنَا وَ حَبِیْبِنَا وَ سَنَدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ، سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.